Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
July 16, 2025

Feminist interpretation of Quranic texts:
A review of Rifaat Hassan's thoughts

قرآنی متون کی فیمینسٹ تعبیر: رفعت حسن کے افکار کا جائزہ

Rahma Arshad Mughal
Ph.D Scholar
Department of Islamic Studies
Govt.Sadiq College Women University
Punjab, Pakistan
Email: rahmaarshad23@gmail.com

Dr Hafiza Bareera Hameed
Assistant Professor
Department of Islamic Studies
Govt.Sadiq College Women University
Punjab, Pakistan
Email: bareera.hameed@gscwu.edu.pk

Abstract:

Riffat Hassan is a renowned Pakistani-American Islamic philosopher, theologian, and scholar who have written extensively on feminism and Islamic thought. She is among the Muslim thinkers who have presented a renewed and critical study of the Quran and Islamic teachings in the context of Islamic feminism. Riffat Hassan has presented new interpretations and interpretations of the verses of the Quran. Especially those verses that are related to the relationship, equality and social role of men and women emphasize that "the Quran considers men and women to be equal human beings. Some jurisprudential interpretations have shown women to be inferior, which is a deviation from the original message of the Quran." They challenged the notion that Hazrat Adam was the first human being and that woman was created from him. Dr. Riffat Hassan denies that woman was created from man's rib. Riffat Hassan highlighted the economic, social and marital rights of women in Islamic teachings, such as "the right to education, the right to consent in

marriage and divorce, economic autonomy, and the right to inheritance." She is among the Muslim women who presented "Islamic feminism" as a school of thought that is different from Western feminism but strives for gender justice in the light of the Quran. Riffat Hassan has also highlighted how male interpretations of Islamic tradition limited the rights and status of women, and challenged their interpretations and provided new intellectual foundations. The application of this research method is designed to provide an in-depth and critical analysis of the application of Riffat Hassan's interpretation methodology related to gender issues in the Qur'an. With this approach, the research is expected to make a significant contribution to the understanding and development of gender studies in Islam.

Keywords: Quranic reinterpretation, Gender equality, Women's rights, Adam and rib narrative, Gender justice, Quranic verses on gender, Creation of woman, Islamic feminism, Gender justice.

تمہید:

رفعت حسن اِیک معروف پاکستانی ،امریکی اِسلامی فلاسفر ،ماہر الٰہیات اور اسکالر ہیں جنہوں نے فیمنزم اور اِسلامی فکر کے حوالے سے خاصا تحریری اور فکری کام کیا ہے اِن کا شماراُن مسلم مفکرین میں ہوتا ہے جنہوں نے اِسلامی نسوانیت کے تناظر میں قرآن اور اِسلامی تعلیمات کا تجدیدی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا۔رفعت حسن نے قرآن مجید کی آیات کی نئ تعبیر و تشریح پیش کی خصوصاًاُن آیات کی جو مرد اور عورت کے تعلق، مساوات اور سماجی کردار سے متعلق ہیں وہ اِس بات پر زور دیتی ہیں کہ "قرآن مرد و عورت کو مساوی اِنسان قرار دیتا ہے۔بعض فقہی تفاسیر نے عورت کو کمتر دکھایا جو کہ قرآن کے اصل پیغام سے اِنحراف ہے۔"اِنہوں نے اِس تصور کو چیلنج کیا کہ حضرت آدم پہلے اِنسان تھے اور عورت اُن سے پیدا کی گئی۔ڈاکٹر رفعت حسن عورت کے مرد کی پسلی سے بننے سے انکار کرتی ہیں۔رفعت حسن نے اِسلامی تعلیمات میں عورت کے معاشی، سماجی اور ازدواجی حقوق مثلاً" تعلیم کا حق، شادی و طلاق میں رضامندی کا اِختیار ،معاشی خود مختاری ،وراثت کا حق" کو اُجاگر کیا۔وہ اِن مسلم خواتین میں سے ہیں جنہوں نے "اِسلامی فیمنزم "کو اِیک فکری دھارے کے طور پر پیش کیا، جو مغربی فیمنزم سے مختلف ہے مگر صنفی اِنصاف کے لیے قرآن کی روشنی میں جِدوجُہد کرتا ہے۔رفعت حسن نے اِس بات پر

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
July 16, 2025

بھی روشنی ڈالی ہے کہ اِسلامی رِوایت میں مردانہ تفاسیر نے عورتوں کے حقوق و مقام کو محدود کیا،اور اِن کی تعبیرات کو چیلنج کر کے نئی فکری بُنیادیں فراہم کیں۔ اس تحقیقی طریقہ کار کا اطلاق اس لیے کیا گیا ہے تاکہ قرآن میں صنفی مسائل سے متعلق رفت حسن کے تفسیر کے طریقہ کار کا گہرائی اور تنقیدی انداز میں تجزیہ کیا جاسکے۔اس انداز تحقیق کے ذریعے یہ امید کی جاتی ہے کہ اسلام میں صنفی مطالعہ کی تفہیم اور ترقی میں ایک اہم علمی اضافہ کیا جاسکے گا۔

فیمنزم یا آزادی نسواں کی تحریک مختلف ملکوں میں مختلف ناموں سے برپا ہُوئی،اِن کے مطالبات میں بھی زمان و مکان کے فرق سے کچھ تبدیلیاں آتی رہی، لیکن فیمنسٹ یعنی آزادی نسواں کے تمام علمبردار اپنے اِس بُنیادی موقف پر متفق و متحد رہے ہیں کہ "خواتین کا صدیوں سے مردوں کے ذریعہ اِستحصال ہوتا رہا ہے وہ ظلم و ستم کا نشانہ بنتی رہی ہیں،اُن کے حقوق غصب کیے جاتے رہے ہیں، لٰہذا اُنہیں ہر قیمت پر اُنہیں حاصل کرنا اور باوقار زندگی جینا ہے۔"خواتین کے اِس جذبہ حریت نے مختلف ادوار میں مختلف تحریکیں برپا کی ہیں۔[1] خواتین کی تحریک کئی قسم کی ناہمواریوں کی بنیاد پر وجود میں آئی ہے، جس کے نتیجے میں مرد و زن کے تعلقات کو نئی فہم کے ساتھ بیان کیا جانے لگا۔آج کل کئی خواتین رہنما ایسی ہی تحریکیں چلا رہی ہیں جن میں صنفی مساوات کو اجاگر کیا جا رہا ہے، جن میں ایک نام رفعت حسن کا ہے۔

ڈاکٹر رفعت حسن کا تعارف:

رفت حسن ایک معروف نام ہے جو تعلیمی، سماجی انصاف اور فعال تحریکات کے میدان میں جانا جاتا ہے۔ وہ ایک پاکستانی-امریکی عالمہ ہیں جنہوں نے اسلامی مطالعات کے شعبے میں خاص طور پر جنس کی برابری اور مسلم دنیا میں خواتین کے حقوق کے موضوعات پر بہت نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔اپنی زندگی بھر انہوں نے مذہب اور عصری مسائل کے درمیان پُل بنانے کی سخت محنت کی ہے اور خواتین کے حقوق اور مساوات کے لیے سرگرم و کیل رہی ہیں۔رفت حسن کی زندگی تحریک بخش ہے اور ان کی محنت نے دنیا بھر میں بہت سے لوگوں کی زندگیوں کو متاثر کیا ہے۔[2] رفعت حسن ایک مسلم فیمینسٹ ہیں جن کا تعلق لاہور، پاکستان سے ہے۔اگرچہ ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں درست معلومات دستیاب نہیں ہیں، لیکن یہ معلوم ہے کہ وہ ایک اعلیٰ طبقے کے سیّد گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔رفعت نو بہن بھائیوں میں سے ایک ہیں، جن میں پانچ بھائی اور تین بہنیں شامل ہیں۔ان کے

[1] سطوت ریحانہ۔مصر میں آزادی نسواں کی تحریک اور جدید عربی ادب پر اُس کے اثرات۔(نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اِسلامی پبلشرز،ابوالفضل انکلیو،2001ء)،32

[2] https://surahwithurdu.com/riffat-hassan

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

والد، جنہیں محبت سے "بیگم صاحبہ" کہا جاتا تھا، ایک باوقار اور روایتی سوچ رکھنے والے سربراہ خاندان تھے۔ دوسری طرف، ان کی والدہ ایک معروف شاعر اور سائنس دان، حکیم احمد شجاع کی بیٹی تھیں۔[3] اپنے بچپن کے ان تجربات کی بناء پر صنفی مساوات کی تحریک رفعت حسن کی خاص توجہ کا مرکز بنی۔ انہوں نے قرآن کی آیات کا خاص طور پر مرد وزن کے مابین تعلقات کے مفہوم کو جاننے کے لیے گہرائی سے مطالعہ کیا۔

پیدائش اور خاندانی پس منظر:

رفت حسن 1943 میں پاکستان میں پیدا ہوئیں۔ وہ ایک ایسے خاندان میں پلی بڑھی جو تعلیم اور علم کی قدر کرتا تھا۔ ان کا خاندان پاکستان کی ثقافتی اور علمی زندگی میں گہرا شامل تھا۔[4] رفعت حسن ایک نہایت روایتی اور پدر شاہی ماحول میں پلی بڑھیں، جہاں یہ عقیدہ تھا کہ لڑکی کو سولہ سال کی عمر میں اپنے والدین کی مرضی سے شادی کر لینی چاہیے۔ تاہم، ان کی والدہ نے اس روایت سے اختلاف کیا اور اپنے شوہر کے روایتی نظریات کی مخالفت کی۔ والدین کے درمیان ان متضاد خیالات نے رفت کو بے چینی اور تنہائی کا شکار بنا دیا، جس کے نتیجے میں وہ اکثر اپنے کمرے میں چلی جاتی تھیں اور شاعری پڑھنے اور لکھنے میں مصروف رہتی تھیں۔[5] رفت نے اپنے والد کو چیلنج کیا، جو ایک روایتی پدر سری سوچ رکھنے والے شخص تھے۔ ان کے اس مزاحمتی رویے کی اصل طاقت ان کی والدہ کی وہ حمایت تھی، جو انہیں اپنے والد کے پدرانہ نظام کو چیلنج کرنے کے لیے حوصلہ دیتی تھیں۔ رفت حسن کے نزدیک، ان کی والدہ نے ان کی تعلیم میں کامیابی حاصل کرنے میں اہم کردار ادا کیا، کیونکہ انہوں نے رفت کو اپنی اصل شناخت برقرار رکھنے کی ترغیب دی۔ اس کے باوجود، رفت نے اپنی ماں کی محبت اس انداز میں محسوس نہیں کی جیسے ایک بیٹی کو کرنی چاہیے، کیونکہ ان کی والدہ صرف ان کی کامیابی کو ترجیح دیتی تھیں اور بطور فرد ان پر توجہ نہیں دیتی تھیں۔[6] الغرض رفعت حسن کا خاندانی پس منظر علمی، مذہبی اور ترقی پسند خیالات کا حامل تھا جو ان کے بعد کے نظریاتی سفر میں بُنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

[3] Moh. Muhtador, "Gagasan Riffat Hasan Tentang Kritik Gender Atas Hadis Misoginis," Rausyan Fikr: Jurnal Studi Ilmu Ushuluddin Dan Filsafat 13, no. 1 (2018): 73–95, https://doi.org/10.24239/rsy.v13i1.91 .
[4] https://surahwithurdu.com/riffat-hassan
[5] Moh. Muhtador, "Gagasan Riffat Hasan Tentang Kritik Gender Atas Hadis Misoginis," Rausyan Fikr: Jurnal Studi Ilmu Ushuluddin Dan Filsafat 13, no. 1 (2018): 73–95, https://doi.org/10.24239/rsy.v13i1.91 .
[6] Abdul Mustaqim, Paradigma Tafsir Feminis, Membaca Al-Quran Dengan Optik Perempuan: Studi Pemikiran Riffat Hassan Tentang Isu Gender Dalam Islam (Yogyakarta: Logung Pustaka,n.d.,

ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

رفعت حسن کی ازدواجی زندگی:

علمی اور دینی سطح پر رفت حسن شدید اضطراب کا شکار ہوئیں جب انہوں نے دیکھا کہ مسلم خواتین اپنے انسانی اور اسلامی حقوق سے محروم ہو رہی ہیں۔ یہ صورتِ حال اسلامی معاشروں میں پدر شاہی ثقافت کے غلبے کے ساتھ سامنے آئی۔ ایسے ہی تجربات نے رفت کی سوچ کو تشکیل دیا، جب انہوں نے ایک ایسے شخص سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا جو خود بھی پدرانہ ثقافت کا شکار تھا۔ تاہم، رفت کی **"داور"** سے شادی زیادہ دیر نہ چل سکی، حالانکہ ان کے ہاں ایک بیٹی **"مونا"** کی پیدائش ہوئی۔ رفت کی مایوسی اس وقت اور بڑھ گئی جب انہوں نے دوسری شادی **"محمود"** نامی ایک عرب مسلم مرد سے کی، جو بھی پدرانہ نظام کا پیروکار تھا اور ہر بات میں خدا کا نام لیتا تھا۔ یہ دوسری شادی بھی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔[7] اور یوں اپنے فیمنسٹ نظریات کے تحت اِن کی ازدواجی زندگی اِن کے علمی، فکری اور بین الثقافتی ہم آہنگی پر کافی اثر انداز رہی۔

رفعت حسن کی فیمینزم میں دلچسپی:

رفت حسن کی فیمینزم میں دلچسپی کا آغاز 1983ء–1984ء میں اُس وقت ہوا جب وہ پاکستان میں ایک تحقیقی منصوبے میں شامل تھیں۔ اُس وقت ضیاء الحق کی حکومت تھی اور اسلامائزیشن (اسلامی قوانین کے نفاذ) کا عمل شروع ہو چکا تھا۔ اُس دور میں رفت کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ جب کبھی کوئی ملک یا حکومت "اسلامی بنانے" کا عمل شروع کرتی ہے تو سب سے پہلا قدم خواتین کو گھروں میں واپس بھیجنے، ان کے جسموں کو مکمل طور پر ڈھانپنے، اور ایسے قوانین و ضوابط لاگو کرنے کا کیوں ہوتا ہے جو انفرادی رویے، خاص طور پر خواتین کے رویے، کو کنٹرول کرتے ہیں؟ اس کے بعد رفت نے قرآن پاک کے متن کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور آخر کار انہیں اس کی از سرِ نو تشریح (reinterpretation) کی ضرورت محسوس ہوئی۔[8] رفت حسن کی زندگی کے اس سفر سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ ان مسلم خواتین کی مدد کے لیے سرگرم ہو گئیں جو پدر شاہی نظام کے تحت دباؤ کا شکار تھیں۔ رفت کو اس بات سے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ قرآن کو ایک منظم اور غیر پدرانہ نقطہ نظر سے سمجھنے اور اس کی تعبیر کرنے کی ان کی خواہش کو پاکستانی کمیشن برائے خواتین کی کچھ اراکین کی حمایت حاصل ہوئی، جو ایک ایک کر کے لوگوں کو یہ ثابت کرنا چاہتی تھیں کہ خواتین ہمیشہ مردوں سے کمتر، تابع اور

[7] Dadang S. Anshori. Membincangkan Feminisme. (Bandung: Pustaka Hidayah, 1997), 89
[8] Riffat Hassan, "Feminisme dan al-Qur‟an", Jurnal Ulumul Qur‟an No. 09, Vol. II, 199,86

ثانوی حیثیت کی حامل نہیں ہوتیں۔اسلامی فیمینسٹ سوچ اور سر گرمیوں کی رہنما شخصیت، رفت حسن کی زندگی حوصلہ، ذہانت اور لگن کی کہانی ہے۔ انہوں نے اپنی تعلیم اور انصاف پر ایمان کو استعمال کرتے ہوئے دنیا بھر کی خواتین کو بااختیار بنایا ہے۔اپنے کام کے ذریعے انہوں نے ثابت کیا کہ ایمان اور ترقی ایک ساتھ چل سکتے ہیں۔

تعلیمی سر گرمیاں:

رفت کی ابتدائی تعلیم پاکستان میں ہوئی۔انہوں نے لاہور کے کینئیرڈ کالج برائے خواتین میں تعلیم حاصل کی جہاں سے انہوں نے بیچلر کی ڈگری حاصل کی۔ کینئیرڈ کالج میں انہوں نے اپنی پڑھائی میں نمایاں کارکردگی دکھائی اور ادب، تاریخ اور سماجی مسائل میں دلچسپی پیدا کی، جو بعد میں ان کے کیریئر کی شکل دینے والے عوامل بنے۔ پاکستان میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد، رفت حسن نے مزید تعلیم کے لیے امریکہ کا رخ کیا۔ انہوں نے یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور سے ایم اے انگلش کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں، یونیورسٹی آف وسکانسن، امریکہ گئیں جہاں انہوں نے کمپیریٹو لٹریچر میں ماسٹرز کی ڈگری مکمل کی۔[9] رفت نے اعلیٰ تعلیم برطانیہ کے سینٹ میری کالج، یونیورسٹی آف ڈرہم سے حاصل کی۔ انہوں نے صرف تین سال میں انگریزی ادب اور فلسفے کی تعلیم مکمل کی اور اعزاز کے ساتھ فارغ التحصیل ہوئیں۔ رفت نے محض 24 برس کی عمر میں اپنا ڈاکٹریٹ مکمل کیا، جس کا موضوع پاکستان کے جدید مفکر علامہ محمد اقبال کی فلسفیانہ فکر تھا، جنہیں وہ بے حد احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔

تعلیمی کیریئر:

رفت حسن کا علمی کیریئر اس وقت عروج پر پہنچا جب وہ 1976 میں امریکہ منتقل ہوئیں۔ وہاں انہوں نے یونیورسٹی آف لوئس ول، کینٹکی میں مذہبی علوم کے پروگرام کی سربراہی کی۔ اس کے علاوہ، وہ ہارورڈ ڈیوینٹی اسکول میں وزٹنگ لیکچرر بھی رہیں۔ اسی دوران، جب وہ مہمان استاد کے طور پر کام کر رہی تھیں، انہوں نے اپنا معروف تحقیقی کام "Equal Before Allah" مکمل کیا، جو 1986–1987 کے ایک سالہ تحقیقی منصوبے پر

[9] https://surahwithurdu.com/riffat-hassan

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

مبنی تھا۔رفت نے یونیورسٹی آف اوکلاہوما،اسٹل واٹر میں مسلم اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے سینئر پروفیسر کی مشیر کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔[10]اور یوں رفعت حسن نے اپنے تعلیمی کیریئر کا آغاز پاکستان سے کیااور بعدازاں امریکہ میں اسلامیات اور بین المذاہب مکالمے میں نمایاں تحقیقی خدمات انجام دیں۔رفت حسن نے مختلف یونیورسٹیوں میں پروفیسر کے طور پر کام کیا، جن میں امریکہ کی یونیورسٹی آف لوئزویل بھی شامل ہے۔انہوں نے اسلامیات، جنس(جینڈر)اسٹڈیز،اور تقابلی مذاہب پر کورسز پڑھائے۔وہ علمی دنیا میں خاص طور پر اسلام میں صنفی کرداروں کے بارے میں اپنی تحقیق کی وجہ سے ایک معروف آواز بن گئیں۔ایک پروفیسر کے طور پر،انہوں نے کئی طلبہ کی رہنمائی کی اور انہیں مذہب اور سماجی انصاف پر تنقیدی سوچ اپنانے کی ترغیب دی۔ان کے کلاسز دلچسپ، معلوماتی اور غور و فکر کی دعوت دینے والے سمجھے جاتے تھے۔

اسلامی فیمینزم کا مطالعہ:

رفت حسن اسلام اور خواتین کے حقوق کے تعلق کو سمجھنے میں دلچسپی رکھتی تھیں،اور اس لیے انہوں نے اسلامی فیمینسٹ تھیولوجی کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔اس کے نتیجے میں وہ اسلامیات کے شعبے میں ماہر بن گئیں،خاص طور پر صنفی مساوات سے متعلق مسائل پر توجہ مرکوز کی۔[11]رفعت حسن نےاِسلامی فیمنزم کا مطالعہ قرآن و سُنت کی از سرِ نو تعبیر،تاریخی و سماجی سیاق و سباق کی روشنی میں،اور خواتین کے حقوق سے متعلق متعصبانہ مذہبی تعبیرات کو چیلنج کرتے ہوئے کیا۔اِنہوں نےاِسلامی تعلیمات کے بُنیادی اُصولوں، جیسے عدل، مساوات اور کرامتِ اِنسان، کوبُنیاد بنا کر پدرسری تشریحات پر تنقید کی اور خواتین کی آزادی وخود مختاری کے حق میں اِیک نئ فکری بُنیاد فراہم کی۔

اشاعتیں:

رفعت حسن ایک نہایت زرخیز علمی شخصیت ہیں جن کا بیشتر کام صنفی(جینڈر)مسائل سے متعلق ہے۔اس کام کی بدولت رفعت حسن کو بہت سے لوگ ایک نسوانی مفکر(فیمینسٹ تھنکر)کے طور پر تسلیم کرتے ہیں جنہوں نے پاکستان میں فیمینزم کی تحریک میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

---

[10] Mia Nurmala, Umi Sumbulah, and Yayan Nurbayan, "IdealNormative and Socio Historical Approaches Gender Equality Verses: A Study of Riffat Hassan's Thought," Millah: Journal of Religious Studies 22, no. 1
,58–235 :(2023)https://doi.org/10.20885/ milla
[11] https://surahwithurdu.com/riffat-hassan

ان کے چند اہم کام درج ذیل ہیں:

1. Women in Islam: Body,Mind and Spirit.[12]

اِس مضمون میں ڈاکٹر رفعت حسن نے عورت کے جسم، ذہن اور روح کے حوالے سے اِسلامی تعلیمات کا تجزیہ کر کے اس بات پر فوکس کرتی ہیں کہ قرآن مرد و عورت کو برابر اِنسان قرار دِیتا ہے، اور عورت کی روحانی و فکری صلاحیتوں کو تسلیم کرتا ہے۔

2. Challenging the Stereotypes of Fundamentalism: An Islamic Feminist Perspective. [13]

اِس مقالے میں ڈاکٹر رفعت حسن نے اِسلامی بُنیاد پرستی کے اُن تصورات کو چیلنج کیا ہے جو عورتوں کے خِلاف تعصّبات کو فروغ دِیتے ہیں۔ وہ قرآن کی روشنی میں صنفی مساوات اور عدل کی وکالت کرتی ہیں۔

3. My Struggle to help Muslim Women Regain Their God-Given Rights.[14]

اِس دو حصوں پر مشتمل مضمون میں ڈاکٹر رفعت حسن نے اپنی ذاتی جِدو جُہد اور تجربات بیان کیے ہیں جن کے ذریعے اُنہوں نے مسلم خواتین کو اُن کے خُدائی عطا کردہ حقوق دِلانے کی کوشش کی ہے۔

4. Gender Equality and Justice in Islam.[15]

اِس مضمون میں ڈاکٹر رفعت حسن نے قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں صنفی مساوات اور عدل پر بحث کی ہے۔ وہ اِس بات پر زور دِیتی ہیں کہ اِسلامی تعلیمات مرد و عورت دونوں کے لیے برابر حقوق اور مواقع فراہم کرتی ہیں۔

5. " The Role and Responsiblites of Women in the "Legal Ritual Tradition of Islam/ Shari'ah (1980) "

---

[12] https://irfi.org/articles/articles_101_150/women_in_islam.htm

[13] https://riffathassan.info/wpcontent/uploads/2023/11/Challenging_the_Stereotypes_of_Fundamentalism.pdf

[14] https://franpritchett.com/00islamlinks/txt_riffat_hasan/txt_riffat_hasan.html

[15] https://www.irfi.org/articles/articles_101_150/gender_equality_and_justice_in_i.htm

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

اس مقالے میں رفعت حسن نے اسلامی شریعت میں خواتین کے قانونی اور عبادتی کردار کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ یہ کام ابتدائی طور پر 1980 میں پیش کیا گیا تھا اور بعد میں مختلف مجموعوں میں شائع ہوا۔

6. "Equal Before Allah? WomanMen in The Islamic Tradition (1987)."

یہ کتاب قرآن اور حدیث کی روشنی میں خواتین اور مردوں کی مساوات پر ایک نسوانی تھیولوجیکل مطالعہ پیش کرتی ہے۔

7. "Muslim Woman and Post Patriarchal Islam."

اس تحریر میں رفعت حسن نے اسلامی روایت میں خواتین کے کردار اور ان کی آزادی پر پدر سری نظام کے بعد کے تناظر میں بحث کی ہے۔

8. "The Issue of Woman-Men Equality in Islamic Tradition (1991)."

یہ مضمون خواتین اور مردوں کی مساوات کے مسئلے پر اسلامی روایت میں گہرائی سے تجزیہ پیش کرتا ہے۔

9. "Jihad fi Sabilillah: A Muslim Woman's faith Journey from Struggle to Sruggle."

یہ مضمون ایک مسلمان عورت کے ایمان کے سفر اور جدوجہد کی داستان بیان کرتا ہے، جس میں روحانی اور سماجی چیلنجز کا سامنا کیا گیا ہے۔

10. Women's and Men's Liberation."

یہ کتاب مختلف مذاہب کے روحانی تجربات پر مبنی مضامین کا مجموعہ ہے، جس میں خواتین اور مردوں کی آزادی پر زور دیا گیا ہے۔

رفت حسن نے صنفی مساوات، خواتین کے حقوق، اور جدید دور میں اسلام کے کردار پر کئی کتابیں اور مضامین لکھے ہیں۔ ان کی ایک مشہور کتاب ہے "خواتین اور اسلام: اسلام میں خواتین کی حیثیت کا تاریخی اور نظریاتی تجزیہ۔" اپنی تحریروں کے ذریعے انہوں نے مسلم خواتین کے بارے میں پائے جانے والے دقیانوسی تصورات کو چیلنج کیا، خاص طور پر اس خیال کو کہ اسلام خواتین کو دباؤ میں رکھتا ہے۔ انہوں نے دلیل دی کہ کئی ثقافتی رواج غلط طور پر اسلام سے جوڑے جاتے ہیں، اور قرآن کی تشریح اس طرح کی جانی چاہیے جو خواتین کے لیے مساوات اور انصاف کی حمایت کرے۔[16]

رفعت حسن کے علمی کاموں اور ان کے فکری سفر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک تخلیقی، ترقی پسند اور زرخیز خاتون مفکر ہیں۔ یہ مبالغہ نہیں

[16] https://surahwithurdu.com/riffat-hassan

ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ رفعت حسن کو صنفی مسائل کے میدان میں اسلامی فکر کی مصلح بھی قرار دیا جائے۔

خواتین کے حقوق کے لیے سرگرمی:

رفت حسن کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو برابر پیدا کیا ہے۔ مستقبل میں بھی وہ برابر ہی رہیں گے اور نہ ہی قرآن مردوں کو عورتوں سے برتر قرار دیتا ہے۔دونوں کی حیثیت برابر ہے۔ان کے نزدیک مسلم معاشروں میں خواتین کے ساتھ ہونے والی ناانصافیاں اور امتیازی سلوک اسلام کی اصل تعلیمات یعنی قرآن کے غلط فہم اور غلط تعبیر سے جنم لیتے ہیں۔رفت حسن 1974 سے قرآن پاک کا بغور مطالعہ کر رہی ہیں، خصوصاً اُن آیات کی تشریح کے حوالے سے جو خواتین سے متعلق ہیں۔پاکستان میں خواتین کی تحریک کے لیے ان کی خدمات نہایت اہم رہی ہیں۔[17] تعلیمی کام کے علاوہ، رفعت حسن خواتین کے حقوق کے لیے سرگرم کارکن بھی تھیں۔وہ نہ صرف مسلم دنیا میں بلکہ عالمی سطح پر خواتین کے حقوق کی سخت حامی تھیں۔ ان کا ماننا تھا کہ مذہب اور سماجی ترقی کو مل کر کام کرنا چاہیے تاکہ خواتین اور لڑکیوں کو بااختیار بنایا جا سکے۔انہوں نے مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں اور ورکشاپس میں خطاب کیا، جہاں انہوں نے بچپن کی شادی، گھریلو تشدد، اور مسلم اکثریتی ممالک میں لڑکیوں کی تعلیم تک رسائی جیسے مسائل پر بات کی۔

اسلامی فیمنزم پر اثر:

رفعت حسن کو اسلامی فیمینزم کی بانی شخصیات میں شمار کیا جاتا ہے، جو اسلامی متون کی از سرِنو تشریح کے ذریعے خواتین کے حقوق کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ان کے کام نے دنیا بھر کی مسلم کمیونٹیز میں نئے مباحثوں کو جنم دیا ہے، اور مردوں و عورتوں دونوں کو روایتی صنفی کرداروں پر نظرثانی کرنے کی ترغیب دی ہے۔ان کے نظریات نے بہت سی مسلم خواتین کو یہ سمجھنے میں مدد دی ہے کہ اسلامی اصولوں کو معاشرے میں مساوات اور انصاف کے حصول کے لیے ایک مؤثر ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔[18] رفعت حسن کا اِسلامی فیمنزم پر گہرا اثر ہے۔اِنہوں نے قرآنی اُصولوں کی روشنی میں عورت کی حیثیت اور مقام کو نئے سرے سے متعین کرنے کی کوشش کی، مذہبی متون کی پدرسری تشریحات کو چیلنج کیا۔اِن کی تحریروں نے مسلم دُنیا، بالخصوص جنوبی اِیشیا اور مغرب میں، اِسلامی فیمنزم کے فکری دائرے کو وسعت دی اور بہت سی مسلمان خواتین کو اپنے مذہبی و معاشرتی حقوق کے لیے آواز اُٹھانے

[17] Yunahar Ilyas, Feminisme dalam Kajian Tafsir Al-Quran klasik dan kontemporer. (Yogyakarta: Pustaka Pelajar, 1997), 58.
[18] https://surahwithurdu.com/riffat-hassan

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

کی علمی بُنیاد فراہم کی۔اِن کا کام مسلم فیمنسٹ تحریروں کے لیےایک نظریاتی محرک بن چُکا ہے۔

ڈاکٹر رفعت حسن قرآنی آیات کی تشریح میں صنفی تعبیرات :

جب فیمنزم، جو عورتوں پر ہونے والی ناانصافیوں کے ردعمل کے طور پر ابھرا، اسلامی دنیا میں داخل ہوا، تو کئی مسلم فیمینسٹ شخصیات سامنے آئیں۔ ان خواتین نے اپنے اسلامی عقائد کی بنیاد پر اُن تفسیری رجحانات کو چیلنج کیا جو عورتوں کے لیے غیر ترقی پسند تصور کیے جاتے تھے۔[19] ان مسلم فیمینسٹ شخصیات میں ایک اہم نام رفعت حسن کا ہے، جو پاکستان کے شہر لاہور سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ روایتی مفسرین کی تعبیرات پر یقین نہیں رکھتیں، کیونکہ ان کے مطابق کلاسیکی مفسرین نے ہر پہلو میں عورت کو نظر انداز کیا ہے۔ اپنی تحریروں میں وہ ان قرآنی آیات کی تعبیرِ نو کی کوشش کرتی ہیں جن کی تفاسیر پدرشاہی تعصب کے تحت کی جاتی رہی ہیں، خصوصاًوہ آیات جو خواتین سے متعلق ہیں۔ ان کے مطابق اس تعصب کی بنیادی وجہ اسلامی معاشروں کا پدرشاہی نظام اور یہ حقیقت ہے کہ اکثر مفسرین مرد ہیں۔ اپنی تفسیر میں رفعت حسن چار بنیادی نکات پیش کرتی ہیں: **نظریہ تخلیق**: ان کے مطابق اس موضوع کی از سرِ نو تعبیر ضروری ہے، کیونکہ مساوات یا عدم مساوات کا تصور اسی نظریے سے جنم لیتا ہے، **خواتین کی حیثیت**: ان کے مطابق قرآن مرد اور عورت کے درمیان کسی امتیاز کو روا نہیں رکھتا **اور پردے سے متعلق آیات**: وہ ان آیات کی ایسی تعبیر کرتی ہیں جو صنفی برابری پر مبنی ہو۔[20] رفعت حسن کی خاص بات یہ ہے کہ ان کی تفسیر کا انداز دیگر فیمینسٹ مفکرین سے مختلف ہے۔ جہاں دیگر فیمینسٹ کلاسیکی علماء کی تفاسیر کا احترام کرتے ہیں، وہیں رفعت حسن ان تفسیروں کو قبول نہیں کرتیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتی ہیں کہ کلاسیکی مفسرین نے خواتین کے حقوق کی حمایت نہیں کی، خصوصاً اُن آیات کی تفسیر میں جو عورتوں سے متعلق ہیں۔[21] رفعت حسن کی صنفی تعبیرات اِسلامی نسوانیت کی علمی بُنیاد فراہم کرتی ہیں جو قرآن کے اصل پیغام عدل، برابری اور کرامتِ اِنسان کو اُجاگر کرتی ہیں اور روایتی پدرشاہی تفاسیر کو چیلنج کرتی ہیں۔

[19] Riffat Hassan, Jurnal Millah, No. 1., Vol., II., (Yogyakarta,2002),113
[20] Riffat Hasan, Isu Kesetaraan Laki-laki dan Perempuan dalam Tradisi Islam (Setara Di Hadapan Allah), Translator: Tim LSPPA, (Yogyakarta: Yayasan Prakarsa, 2000), 46
[21] M. Noor Harisuddin, "Pemikiran Feminis Muslim Di Indonesia Tentang Fiqh Perempuan," Al-Tahrir: Jurnal Pemikiran Islam 15, no. 2 ,2015),237:(

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

1۔ نظریۂ تخلیق:

فیمینزم کے بیانیے میں مرد و عورت کے درمیان مساوات کے حوالے سے سب سے اہم نکتہ تخلیق کا عمل ہے۔اسلام میں خواتین کے ساتھ امتیاز اور صنفی عدم مساوات کی وجہ مفسرین کی ان آیات کی تعبیر ہے جو تخلیق کے عمل سے متعلق ہیں۔ سورۃ النساء، آیت نمبر: 01

" يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا"[22]

" اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں، اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو، بے شک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔"

سورۃ الاعراف: آیت نمبر: 189 میں ارشادِ ربّانی ہے:

"هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ"[23]،

" وہ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑ بنایا تا کہ اس سے آرام پائے، پھر جب میاں نے بیوی سے ہم بستری کی تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا پھر اسے لیے پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تب دونوں میاں بیوی نے اپنے مالک اللہ سے دعا کی کہ اگر آپ نے ہمیں صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔"

سورۃ الزمر: آیت نمبر: 06 میں ارشاد ہوا ہے:

"خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ"[24]

"اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس نے اس سے اس کی بیوی بنائی اور تمہارے لیے آٹھ نر اور مادہ چارپایوں کے پیدا کیے، وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر تین اندھیروں میں بناتا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں پھرے جا رہے ہو۔"

---

[22] النساء، 01:04

[23] الاعراف، 189:07

[24] الزمر، 06:39

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

رفعت حسن کے مطابق، اگر مرد اور عورت دونوں کو خدا نے برابر پیدا کیا ہے، تو پھر مستقبل میں یہ مساوات عدم مساوات میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اور اگر مرد کو عورت سے غیر مساوی پیدا کیا گیا ہے، تو پھر مستقبل میں یہ عدم مساوات بھی تبدیل نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ رفعت حسن ان آیات کی مفسرین کی تفسیروں کو دوبارہ جانچنے کی کوشش کرتی ہیں جو تخلیق سے متعلق ہیں۔ کیا واقعی عورت کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا؟ کیونکہ اگر یہ بات درست ہے کہ عورت آدم کی پسلی سے پیدا ہوئی، تو ما بعد الطبیعیاتی، فلسفیانہ اور حیاتیاتی اعتبار سے عورت صرف ایک شاخ یا تکملہ (complement) بن کر رہ جاتی ہے۔ یعنی عورت مرد کے مساوی نہیں سمجھی جاتی۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حوّا کی تخلیق سے متعلق جو آیات ہیں، وہ واضح اور تفصیل سے تخلیق کے طریقہ کار کو بیان نہیں کرتیں۔ ان آیات میں شامل ہیں: (النساء: 1)، (الاعراف: 189)، (الزمر: 6)۔ اگرچہ بہت سی آیات حوّا کی تخلیق کا ذکر کرتی ہیں۔ اس آیت میں تخلیق کا معاملہ نسبتاً واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ فیمینسٹ تفسیر کے بیانیے میں بھی اسی آیت کی تعبیر کو موضوع بنایا گیا ہے۔

یہ آیت آدم اور حوّا کے ناموں کو صراحت سے بیان نہیں کرتی، بلکہ ان کے لیے "نفسِ واحدہ" اور "زوجہا" جیسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ تاہم، دیگر آیات اور احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے، بیشتر مفسرین ان الفاظ کو آدم اور حوّا کے طور پر تعبیر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ابن کثیر، القرطبیؒ، اور محمد بن جریر الطبری نے "نفس" کا مطلب آدم سے لیا ہے۔

اصل تنازع یہ نہیں ہے کہ پہلے کس کو پیدا کیا گیا، بلکہ اصل مسئلہ حوّا کی تخلیق کا ہے، جسے آیت میں **"وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا"** کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا حوّا کو بھی زمین سے ویسے ہی پیدا کیا گیا جیسے آدم کو، یا پھر انہیں آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا؟ اس تنازعہ تعبیر کی کلید لفظ **"مِنْهَا"** میں پوشیدہ ہے۔ کیا یہ جملہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آدم کے لیے جو بیوی پیدا کی گئی، وہ اسی نوع (kind/species) سے ہے، یا کہ کیا حوّا آدم ہی سے پیدا کی گئیں؟ یہی وہ نکتہ ہے جو مفسرین اور مسلم فیمینسٹوں کے درمیان اختلاف کا مرکز ہے۔[25]

رفعت حسن اس نظریے کو سختی سے مسترد کرتی ہیں کہ حوّا آدم کی پسلی سے پیدا ہوئیں، اور ساتھ ہی وہ اس بات پر بھی سوال اٹھاتی ہیں کہ آخر کیوں لفظ **"نفسِ واحدہ"** کو یقینی طور پر آدم اور "زوجہا" کو حوّا قرار دیا جاتا ہے؟ جب کہ عربی زبان میں **"نفس"** نہ مذکر ہے اور نہ مؤنث، بلکہ ایک غیر

[25] Riffat Hassan, "Feminisme Dan Al-Qur'an", Dalam Jurnal Ulumul Quran "n.d.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

جانب دار لفظ ہے جو مرد یا عورت دونوں کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔اسی طرح **"زوج"** کا مطلب خود بخود بیوی نہیں بنتا، کیونکہ یہ بھی ایک غیر جانب دار لفظ ہے، اور اس کا مطلب ساتھی یا شریک ہوتا ہے جو مرد یا عورت دونوں ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں، **"زوج"** کا مؤنث صیغہ "زوجہ" بھی معروف ہے۔

رفعت حسن کے مطابق یہ موضوع اس لیے اہم ہے کہ مساوات اور عدمِ مساوات کا تصور تخلیق کے نظریے سے جڑا ہوا ہے۔ قرآنی بیانات کے تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن انسان کی تخلیق کو بیان کرتے ہوئے مردانہ اور زنانہ دونوں طرح کے الفاظ اور تصویری تشبیہات کا متوازن استعمال کرتا ہے، اور انسان کو ایک "واحد نفس" (ایک ہی اصل) سے پیدا شدہ قرار دیتا ہے۔ قرآن کی متعدد آیات سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ خدا کی اصل تخلیق ایک غیر متمیز (undifferentiated) انسانیت تھی، نہ کہ مرد یا عورت بطور جداگانہ جنسیں، کیونکہ یہ دونوں بعد میں بیک وقت نمودار ہوئے۔ اگر قرآن مرد اور عورت کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں کرتا جیسا کہ واضح طور پر کرتا بھی نہیں تو پھر مسلمان کیوں یہ مانتے ہیں کہ حوا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا؟ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ مسلمانوں نے یہ تصور براہِ راست کتابِ پیدائش (Genesis 2) سے لیا ہو، کیونکہ بہت کم مسلمان بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں۔ زیادہ ممکنہ بات یہ ہے کہ یہ "پسلی" کا قصہ ابتدائی اسلامی صدیوں میں احادیث کے ذخیرے کے ذریعے اسلامی روایت میں داخل ہوا۔ کیونکہ یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئی ہیں وہ دو مجموعے جنہیں اہلِ سنت اسلام میں قرآن کے بعد سب سے مستند مانتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

"وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا[26] "

"عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی اس لیے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔"

اور اسی طرح صحیح بخاری کی اِیک اور حدیث جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یوں روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورت کے

---

[26] محمد بن اسماعیل، البخاری، الجامع الصحیح، (بیروت، دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، 26/7، حدیث نمبر: 5186

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

بارے میں فرمایا:

"الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ، إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ"[27]

"عورت مثل پسلی کے ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو گے تو اس کی ٹیڑھ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل کرو گے۔"

رفعت حسن کہتی ہیں کہ مذکورہ احادیث اپنی دیگر تحریروں میں ان مذکورہ احادیث کا جائزہ لے چکی ہوں اور یہ دکھایا ہے کہ ان کی رسمی حیثیت (یعنی اسناد یا راویوں کی فہرست) کے اعتبار سے یہ ضعیف ہیں۔ جہاں تک ان کے مواد (متن) کا تعلق ہے، تو یہ واضح طور پر قرآن مجید میں انسانی تخلیق سے متعلق بیانات کے منافی ہیں۔ چونکہ تمام مسلم علما اس اصول پر متفق ہیں کہ کوئی بھی حدیث جو قرآن کے خلاف ہو، قابل قبول نہیں ہو سکتی، لہٰذا ان احادیث کو مضمونی بنیادوں پر ردّ کر دینا چاہیے۔ تاہم اس کے باوجود، یہ احادیث اسلامی روایت کا حصہ بنی ہوئی ہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یقیناً یہ ہے کہ یہ احادیث امام محمد بن اسماعیل البخاری (810-870) اور امام مسلم بن الحجاج (817-875) کی مجموعاتِ احادیث میں شامل ہیں، جنہیں اجتماعی طور پر "الصحیحین" کہا جاتا ہے (صحیح: یعنی درست، معتبر)۔ مگر ان احادیث کی مسلسل مقبولیت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہ مسلم معاشرت میں راسخ ایک گہرے نظریے کی نمائندگی کرتی ہیں: یعنی یہ تصور کہ عورت انسانی تخلیق کے سلسلے میں ثانوی اور فرعی حیثیت رکھتی ہے۔ الٰہیاتی طور پر دیکھا جائے تو عورت کی کم تر حیثیت کی تاریخ اسلامی (اور یہودی وعیسائی) روایت میں حوا کی تخلیق "ٹیڑھی پسلی" سے ہونے کے قصے سے شروع ہوتی ہے۔ اگر اس حیثیت کو بدلنا ہے تو تخلیق کے ابتدائی مقام پر واپس جانا ہوگا اور اس بیانیے کی تصحیح کرنا ہوگی۔ چونکہ "پسلی" کی کہانی کو جس طرح استعمال کیا گیا ہے، اسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ عورت کی تخلیق کا معاملہ الٰہیاتی طور پر سب سے بنیادی مسئلہ ہے، کیونکہ اگر مرد اور عورت کو خدا نے برابر پیدا کیا ہے جیسا کہ قرآن کی تعلیم ہے تو پھر وہ کسی بعد کے مرحلے میں اصولی طور پر غیر برابر نہیں ہو سکتے۔ اور اگر مرد اور عورت کو خدا نے غیر برابر پیدا کیا ہے، تو پھر وہ بعد میں اصولی طور پر برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اگر کوئی اس نظریے کو مانتا ہے کہ مرد و عورت کو خدا نے برابر پیدا کیا ہے، تو پھر موجودہ صنفی عدم مساوات کو خدائی منصوبے کا حصہ نہیں کہا جا سکتا، بلکہ اسے خدا کے اصل منصوبے کی تحریف (subversion) کہا جانا چاہیے۔

---

[27] بخاری، الجامع الصحیح، 26/7، حدیث نمبر: 5184

2۔ عورتوں کی حیثیت:

رفعت حسن قرآن مجید کی ان آیات کی تفاسیر پر تنقید کرتی ہیں جو خواتین سے متعلق ہیں، جن میں سورہ النساء کی آیت 34 میں بیان کردہ "قوام" کا تصور بھی شامل ہے۔:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا"[28]

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لیے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں، پھر نیک عورتیں تابعدار ہوتی ہیں کہ مردوں کی غیر موجودگی میں اللہ کی مدد سے (ان کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں، اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا خطرہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور بستر میں انہیں جدا کر دو اور مارو، پھر اگر تمہارا کہامان جائیں تو ان پر الزام لگانے کے لیے بہانے مت تلاش کرو، بے شک اللہ سب سے اوپر بڑا ہے۔"

وہ اس تفسیر کو قبول نہیں کرتیں کیونکہ ان کے نزدیک مفسرین کی تشریحات میں صنفی تعصب (gender bias) موجود ہے۔ ان کی تنقید یہ ہے کہ لفظ "قوّامون" کا ترجمہ "حاکم" یا "سردار" کیوں کیا جاتا ہے؟ اسے "معاون"، "محافظ" یا "کفیل" کیوں نہیں سمجھا جاتا؟ فعت حسن کہتی ہیں کہ اگر "قوّامون" کا ترجمہ "سہارا دینے والا" کیا جائے، تو اس کا مطلب ہوگا کہ مرد عورتوں کے محافظ اور معاون ہیں۔ ان کے مطابق، "قوّامون" کا زیادہ درست ترجمہ "کفیل" یا "روزگار فراہم کرنے والے" کے طور پر ہونا چاہیے۔[29] اس تشریح کی روشنی میں رفعت حسن یہ نتیجہ اخذ کرتی ہیں کہ "قوّامیت" کوئی خودکار اور مطلق حیثیت نہیں بلکہ ایک مشروط حیثیت ہے۔ یعنی قوام بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ مرد عورتوں کا سہارا، محافظ یا کفیل ہو۔[30]

لہٰذا، رفعت حسن کے نزدیک سورہ النساء کی آیت 34 کو اس طور پر مکمل طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مردوں کی برتری یا عورتوں کی

---

[28] النساء، 34:04

[29] Riffat Hassan, Women’s Right and Islam from The ICPD to Beijing, h.,79

[30] Agustina Damanik, “Kesetaraan Gender Dalam Pandangan Islam,” Jurnal Al-Maqasid 4, no. 1 (2018): 71–83.

اطاعت وماتحتی کو جائز قرار دے۔ بلکہ یہ آیت ایک نظریاتی (normative) بیان ہے جو خاندان اور معاشرے کی ساخت میں کام کی تقسیم کے اسلامی تصور سے متعلق ہے۔ یعنی مثالی طور پر مرد خاندان کی کفالت کے ذمہ دار ہوں، کیونکہ عورت کو ماں بننے، بچے کو جنم دینے، دودھ پلانے، اور اس کی پرورش جیسے بھاری فرائض انجام دینے ہوتے ہیں۔ اس لیے عورت پر بیک وقت روزگار کا بوجھ ڈالنا مناسب نہیں۔[31] رفعت حسن کے مطابق "قوّامون" کا لفظ ایک قرآنی بیان ہے جو مردوں اور عورتوں کے درمیان کام کی تقسیم کو ظاہر کرتا ہے۔ اس تقسیم کا مقصد معاشرے کی زندگی میں توازن پیدا کرنا اور اسے قائم رکھنا ہے۔ اس تقسیم میں، مردوں کو روزی کمانے کی ذمہ داری دی گئی ہے کیونکہ ان پر اولاد پیدا کرنے کی جسمانی ذمہ داری نہیں ہے۔ مختصراً، مرد "پیداواری" کردار ادا کرتے ہیں جبکہ عورتیں "تولیدی" کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ دونوں کردار علیحدہ ضرور ہیں لیکن ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ، رفعت حسن کے مطابق ان دونوں میں کوئی برتری یا کمتری نہیں ہے۔[32] یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ رفعت حسن خاندان کے نظام میں قیادت (Leadership) کے تصور کی مخالف ہیں۔ ان کے نزدیک قیادت کا وجود مرد کو "قائد" اور عورت کو "تابع" بناتا ہے۔ وہ اس تصور کو رد کرتی ہیں کیونکہ یہ عورت کے مقام کو گھٹاتا ہے اور مرد و عورت کے درمیان صنفی عدم مساوات کی نمائندگی کرتا ہے۔

رفعت حسن کا یہ نظریہ ان مفسرین کے برخلاف ہے جو اپنی علمی حیثیت کے باعث تسلیم شدہ ہیں۔ مثال کے طور پر: زمخشری نے اپنی تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل میں، ابن کثیر نے تفسیر القرآن العظیم میں[33]، اور آلوسی نے روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی میں[34] آیت نساء 34 میں "قوّام" کا مطلب "رہنما/قائد" لیا ہے، جیسا کہ ولی یا خلیفہ اپنی قوم کا رہنما ہوتا ہے۔

پس، نتیجہ یہ نکالا جاسکتا ہے کہ شوہر (مرد) اپنی بیوی کا رہنما ہے۔ اس قیادت کی وضاحت اس وقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے جب آیت کے آخر پر غور کیا جائے، جہاں "فرمانبرداری" کا لفظ استعمال ہوا ہے: "پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو ان پر سختی کا کوئی راستہ تلاش نہ کرو"۔

[31] Az-Zamahsyari, Al-Kasysyaf ‘an haqaaiq at-Tanzil wa ‘Uyun al-Aqawil, (Beirut: Daar Al-Fikr, 1988), Volume I, 523

[32]at Hassan, “Rights of Women: Muslim Practice Versus Normative Islam, Makalah Yang Disampaikan Dalam Workshop Dengan Tema ‘Women in Islam,’” in Disponsori Oleh the International Planned Parenthood Federation Yang Diselenggarakan Di Tunis Pada, n.d., 92.

[33] Abu al-Fida’ Isma’il bin Umar bin Katsir al-Qursyi ad Dimasyqi, Tafsir al-Qur’an al-Adzim, (t.t.p: Daarun thoyyibah1999 M/ 1420 H), Volume II, 292

[34] Syihabuddin Mahmud ibn Abdillah al-Husaini al-Alusi, Ruhul Ma’ani fi Tafsir al-Qur’an al-Adzim was-Sab’il matsani, (Beirut: Daar al-Fikr, t.t), 41

"فرمانبرداری" کے لفظ کا استعمال ظاہر کرتا ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان رشتہ ایک ساختی (structural) نوعیت کا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا، تو "ساختی (structural) طور پر، یہاں 'اطاعت' (obey) کا لفظ مناسب نہیں ہوگا، بلکہ 'اتفاق کرنا'، 'رائے کو تسلیم کرنا' جیسے الفاظ زیادہ مناسب ہوں گے۔"[35] یعنی ان کے مطابق، قرآن مرد و عورت کے درمیان حیثیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں کرتا۔

3۔ پردے کے بارے میں:

رفعت حسن کے نزدیک حجاب (پردہ) کا مسئلہ دراصل ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ سورۃ الاحزاب: آیت نمبر: 59:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا"[36]

" اے نبی ﷺ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے مونہوں پر نقاب ڈالا کریں، یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں پھر نہ ستائی جائیں، اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔"

ان کے مطابق، حجاب کے تصور کا ظہور اسلامی معاشرے میں دو دائرہ کاروں نجی یعنی گھر اور عوامی یعنی کام کی جگہ کی تقسیم کے نظام سے ہوا ہے۔ عورتیں نجی دائرے میں جبکہ مرد عوامی دائرے میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اسلامی معاشرے کے عمومی تصور کے مطابق، جب تک ہر فرد اپنی جگہ پر رہے، سب کچھ منظم اور محفوظ رہتا ہے۔ اس کا مطلب ایک علیحدگی (segregation) کا نظام ہے۔ اسلامی معاشرے کے عام نظریے کے مطابق، دونوں جنسوں کو علیحدہ رکھنا ہی سب سے بہتر اور مناسب انتظام سمجھا جاتا ہے۔[37] جب رفعت حسن اسلامی معاشرے کے عمومی تصورات کو بیان کرتی ہیں، تو وہ اس بات کا بھی جائزہ لیتی ہیں کہ قرآن اس بارے میں کیا کہتا ہے۔ ان کے مطابق، قرآن کا مطلوبہ اخلاقی معیار دراصل حیا کا اصول ہے۔ قرآن زور دیتا ہے کہ عورتیں باحیا ہوں نہ صرف لباس میں بلکہ بولنے، چلنے، برتاؤ اور دیگر معاملات میں بھی۔ یہ اصول ان کے مطابق مردوں پر بھی لاگو ہوتا ہے،

[35] Riffat Hassan, Women, Religion, and Sexuality, Study of Impact of Religious Teaching on Women (Philadelphia: Trinity Press, t.th.), 121

[36] الاحزاب، 59:33

[37] Riffat Hassan, Feminisme dan al-Quran: percakapan dengan Riffat Hassan", Jurnal Ulumul Quran Vol II, tahun 1990, 87

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)

ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

اگرچہ قرآن کی آیات میں زیادہ تر مخاطب عورتیں ہی ہیں۔[38] اگر عمل کے میدان میں حیا کا اصول صرف عورتوں پر نافذ ہو تو رفعت حسن اس سے اتفاق نہیں کرتیں، کیونکہ یہ صنفی تعصب (gender bias) کو جنم دیتا ہے۔ یہ تصور گویا عورتوں کو اس معاملے میں کٹہرے میں لا کھڑا کرتا ہے اور ان کے جسم کو مردوں کے لیے فتنہ کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

ان کے مطابق، پدرشاہی (patriarchal) معاشرے میں عورت ہمیشہ جنسی شے کے طور پر دیکھی جاتی ہے۔ لہٰذا قرآن نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ ایسا لباس نہ پہنیں اور ایسا برتاؤ نہ کریں جس سے وہ جنسی شے نظر آئیں، تاکہ لوگ انہیں اس نگاہ سے نہ دیکھیں۔ اسی سیاق میں، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنی ازواج اور مومن عورتوں سے کہیں کہ جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو حجاب پہنیں، تاکہ وہ پاکدامن اور نیک عورتوں کے طور پر پہچانی جائیں اور انہیں چھیڑا نہ جائے۔ س معاملے میں، رفعت حسن قرآن کی سورۃ الاحزاب آیت 59 میں بیان کیے گئے جلباب کے تصور کو اس کے اخلاقی مقصد کے سیاق و سباق میں دیکھتی ہیں، اور وہ اس کی صرف قانونی شکل میں الجھنا نہیں چاہتیں۔ ان کے مطابق، حجاب پہننے کا اخلاقی تصور یہ ہے کہ عورتوں کو چھیڑ چھاڑ سے بچایا جائے اور انہیں عزت دی جائے۔ لہٰذا، ان کے نزدیک جلباب کو ایسے لباس کے طور پر بھی سمجھا جا سکتا ہے جو مقامی روایات کے مطابق ہو اور جس سے عورتوں کی انسانیت کو عزت دی جائے۔

تاہم، یہ تعبیر بہت آزاد خیال (wild) سمجھی جا سکتی ہے، کیونکہ اگر جلباب کو صرف مقامی تہذیبی اصولوں کے مطابق لباس مان لیا جائے، تو پھر ہر جگہ لباس کی شکل مختلف ہو سکتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر عورتیں عوامی مقامات پر اپنے جسم کا کچھ حصہ ظاہر بھی کریں، تو اگر وہ مقامی معیار کے لحاظ سے مناسب سمجھا جائے، تو اسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرزِ تعبیر سے اسلامی قانون حرام سے حلال میں بدل جائے گا۔

حجاب یا پردے کا نظام تاریخی طور پر تقریباً ایک ہزار سال سے مسلم ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نظام ابتدائی تین صدیوں میں آہستہ آہستہ پروان چڑھا اور دسویں اور گیارہویں صدی عیسوی میں عباسی خلافت کے دور میں علما اور فقہا کی تفسیری حمایت سے مکمل طور پر مستحکم ہوا۔ اس کے بعد، پردے کا نظام قرونِ وسطیٰ کی مسلم معاشرت اور ثقافت کا لازمی حصہ بن گیا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات کسی غیر مسلم عورت کو بھی صرف پردہ پہننے

[38] Riffat Hassan, Feminisme dan al-Quran, 89

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

کی بنیاد پر مسلمان عورت سمجھا جاتا تھا۔[39]

رفعت حسن کے نزدیک پردے کا مسئلہ دراصل ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ پردے کا تصور واقعی فیمینسٹ حلقوں میں ایک اہم اور متنازع موضوع ہے۔ رفعت کے مطابق، پردے کے تصور کا ظہور اسلامی معاشرے میں دو دائرہ کاروں ایک نجی دائرہ یعنی گھر، اور دوسرا عوامی دائرہ یعنی کام کی جگہ کی تقسیم سے ہوا ہے۔ عورتوں کو نجی دائرے میں اور مردوں کو عوامی دائرے میں رکھا گیا۔ اسلامی معاشرے کے عمومی تصور کے مطابق، جب تک ہر فریق اپنی جگہ پر رہے، سب کچھ بہتر اور محفوظ رہتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق، دونوں جنسوں کو علیحدہ رکھنا ہی سب سے مناسب اور بہترین انتظام سمجھا جاتا ہے۔

اگر کسی عورت کو معاشی مجبوریوں کے باعث عوامی دائرہ (جو مردوں کا دائرہ سمجھا جاتا ہے) میں آنا پڑے جیسے کہ کام کرنا یا دیگر ناگزیر وجوہات تو اُسے پردہ یا کسی قسم کا غلاف دیا جانا چاہیے، تاکہ اگرچہ وہ موجود ہو، لیکن گویا موجود نہ ہو۔ وہ ایسی موجودگی ہو جس کا نہ چہرہ ہو، نہ آواز کی شناخت۔ دوسرے لفظوں میں، پردے کا تصور ایک علیحدگی (segregation) کے نظام پر مبنی ہے۔ جب رفعت حسن اسلامی معاشرے کے عمومی تصورات کو بیان کرتی ہیں، تو اس کے بعد وہ اس بات کا جائزہ لیتی ہیں کہ قرآن ان مسائل کو کیسے دیکھتا ہے۔ ان کے مطابق، قرآن کا مطلوبہ اخلاقی تصور دراصل حیا کا اصول ہے۔ قرآن زور دیتا ہے کہ عورتیں صرف لباس ہی میں نہیں بلکہ بول چال، چلنے کے انداز، برتاؤ اور دیگر امور میں بھی باحیا ہوں۔ یہ اصول مردوں کے لیے بھی تجویز کیا گیا ہے، اگرچہ قرآن میں زیادہ تر مخاطب عورتیں ہی ہیں۔ عملی طور پر اگر حیا کا اصول صرف عورتوں پر لاگو کیا جائے تو یہ صنفی امتیاز (gender bias) بن جاتا ہے، جو کہ رفعت حسن کے نزدیک قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ یہ نظریہ اب بھی "امتیازی" محسوس ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے عورتوں کو اس مسئلے میں مجرم بنا دیا گیا ہو اور ان کے جسموں کو مردوں کے لیے فتنہ (سلمانہ) کا ذریعہ سمجھا گیا ہو۔[40] رفعت حسن کے نزدیک حجاب کا تصور جس میں عورتوں کے لیے باوقار لباس پر زور دیا گیا ہے تاریخی سیاق و سباق سے جدا نہیں کیا جا سکتا، چاہے وہ قدیم ہو یا جدید۔ صدیوں سے عورت کا جسم اشتہارات کا مرکز رہا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ عورت کا جسم فطری طور پر خوبصورت ہے، یا شاید اس لیے کہ پدرشاہی (patriarchal) معاشروں میں عورت ہمیشہ جنسی شے (sex object) کے طور پر دیکھی جاتی رہی ہے۔ لہٰذا قرآن عورتوں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ ایسا لباس اور برتاؤ

---

[39] Riffat Hassan, “Women’s Interpretation of Islam”,” in Women and Islam in Muslim Society, ed. Hans Thijsen (Hague: Ministry of Foreign Affairs, n.d.), 116

[40] mala, Sumbulah, and Nurbayan, “Ideal-Normative and SocioHistorical Approaches to Gender Equality Verses: A Study of Riffat Hassan’s Thought”.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
July 16, 2025

نہ اپنائیں جو انہیں جنسی شے ظاہر کرے، تاکہ لوگ انہیں اس نظر سے نہ دیکھیں یا ان پر ایسے الزامات نہ لگائیں۔[41] اسی سیاق میں، رفعت کے مطابق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنی ازواج، بیٹیوں اور مومن عورتوں سے کہیں کہ جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو پردہ (حجاب) اختیار کریں، تاکہ وہ نیک اور پاکدامن عورت اس آیت سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ قرآن عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے یا کام کرنے سے منع نہیں کرتا۔ قرآن عورتوں کو گھر سے باہر جانے یا ملازمت کرنے کی اجازت دیتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ایسا لباس پہنیں جس سے ان کی عزت و وقار برقرار رہے اور انہیں کسی قسم کی اذیت یا ہراسانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس وضاحت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رفعت حسن عام طور پر پردے سے متعلق پائے جانے والے اس تصور کی اصلاح کرنا چاہتی ہیں جس کا مطلب صنفی علیحدگی (segregation) لیا جاتا ہے، یعنی عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے یا کام کرنے کی اجازت نہیں۔ اگرچہ رفعت کی یہ وضاحت کچھ حد تک "صنفی امتیاز (sexist) " پر مبنی محسوس ہوتی ہے، جیسا کہ وہ خود بھی تسلیم کرتی ہیں، لیکن ان کے مطابق یہ حقیقت پر مبنی اور فطری بات ہے۔

رفعت حسن کی سوچ اس حقیقت سے جنم لیتی ہے کہ پاکستان کے کچھ علاقوں میں اگر عورت مختصر لباس مثلاً منی اسکرٹ پہنے تو اسے ہراساں کیا جاتا ہے، گھورا جاتا ہے، یہاں تک کہ چھیڑنے، چھونے اور ریپ کا نشانہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔ اسی لیے، رفعت کے مطابق بہتر یہ ہے کہ عورت ایسا لباس پہنے جو مقامی تہذیب و روایت کے مطابق ہو اور جس سے اس کی انسانی حیثیت کو عزت ملے۔[42] رفعت کے مطابق، عورتوں پر یہ لازم نہیں کہ وہ گھر سے نکلتے وقت اپنے چہرے کو بھی ڈھانپیں۔ کیونکہ اگر چہرے کا پردہ فرض ہوتا، تو قرآن مردوں کو یہ حکم نہ دیتا کہ وہ عورتوں کو دیکھتے وقت نظریں نیچی رکھیں۔ اسی لیے رفعت حجاب (چاہے وہ نقاب ہو، جلباب ہو یا پردہ) کو اس معنی میں نہیں لیتیں کہ وہ لازماً پورے جسم، چہرے اور ہتھیلیوں کو چھپائے، بلکہ وہ اسے ایک مناسب اور باوقار لباس کے طور پر سمجھتی ہیں۔

یہ نظریہ انتہائی سیاق و سباق پر مبنی (contextual) ہو سکتا ہے، جس سے قرآن میں حجاب کا مطلب نسبتی (relative) اور مشروط (conditional) بن جاتا ہے، کیونکہ مختلف علاقوں میں لباس کے مناسب ہونے کا معیار مختلف ہو سکتا ہے۔ مغربی اور مشرقی دنیا میں بھی

41 Abdul Mustaqim. Dinamika Sejarah Tafsir al-Quran. (Yogyakarta: Adab Perss. 2012),05
42 Riffat Hassan, The Issue of Woman-Man Equality in the Islamic Tradition, Dalam Women's and Men's Liberation (New York: Greenwood Press,n.d).,

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
July 16, 2025

حجاب کی تعبیر میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔اسی طرح اگر ہم انڈونیشیا کے تناظر کو دیکھیں، تو یہ بھی واضح ہے کہ وہاں مسلمان عورتوں کے حجاب پہننے کے انداز اور اقسام میں بہت تنوع پایا جاتا ہے۔ایک فنکارہ کا حجاب پہننے کا انداز ایک دیہی عورت سے یقیناً مختلف ہو گا۔

اس کا مطلب ہے کہ کسی بھی تشریح (interpretation) پر ہمیشہ اختلاف پایا جاتا ہے،اور یہ بڑی حد تک تشریح کرنے والے کے سماجی و ثقافتی سیاق و سباق سے متاثر ہوتی ہے۔[43] ان آیات کی تشریح میں رفعت حسن تین اقدامات پر عمل کرتی ہیں:

- ایک نظریاتی-آدرش (normative-idealist) اور تاریخی-تجرباتی (historical-empirical) نقطہ نظر اپنا کر قرآن کی آیات کی نئی تعبیر کرنا۔
- اُن مذہبی افکار کو رد کرنا جو اُن کے نزدیک صنفی تعصب کا شکار ہیں۔
- ایسے مذہبی افکار کی از سرِ نو تعمیر کرنا جو صنفی مساوات پر مبنی ہوں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رفعت حسن قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے زیادہ تر اخلاقی مثالی پہلو کو ترجیح دیتی ہیں،نہ کہ قانونی اور رسمی پہلو کو۔یہ طرزِ فکر پاکستان کے نو-جدیدیت (Neo-Modernism) کے ایک نمایاں مفکر فضل الرحمٰن کے نظریات سے مشابہ ہے۔

اسلام میں عورت اور مرد کی ہم آہنگی:

جنس کی مساوات (gender equality) کو فروغ دینے میں،رفعت حسن بھی دیگر فیمینسٹ مفکرین کی طرح مغرب کی طرف دیکھتی ہیں۔ان کے مطابق، جنس کی مساوات کا مطلب یہ ہے کہ عورت اور مرد دونوں کو نجی (domestic) اور عوامی (public) دونوں میدانوں میں برابری حاصل ہو۔لیکن اگر مساوات کا مطلب یہ لیا جائے کہ ہر چیز میں مکمل برابری ہو، تو اس صورت میں قرآن کی کچھ آیات ایسی تشریحات کے تحت آئیں گی جو عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔[44] اسی وجہ سے رفعت حسن اور دیگر فیمینسٹ مفسرین اس بات کو قبول نہیں کرتے کہ قرآن کی کچھ آیات کی ایسی تفسیریں کی جائیں جو مرد و عورت کو مساوی نہ سمجھیں،چاہے وہ تفسیریں ایسے علماء نے کی ہوں جو

[43] Hassan, "Rights of Women: Muslim Practice Versus Normative Islam, Makalah Yang Disampaikan Dalam Workshop Dengan Tema 'Women in Islam'".
[44] Ratna Megawangi, Membiarkan Berbeda: Sudut Pandang Baru tentang Relasi Gender. (Bandung: Mizan. 1999),150-157.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3(July-September, 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
July 16, 2025

علمی طور پر مستند تسلیم کیے جاتے ہوں۔مزید یہ کہ رفعت حسن اور دیگر فیمینسٹ خواتین کے نزدیک جنس کی مساوات دراصل ایک مارکسی نظریہ ہے جو عورت کو مظلوم اور مرد کو ظالم کے طور پر پیش کرتا ہے۔ایسے نظریے کے تحت، مسلم فیمینسٹ مسلسل اسلام کی بنیادوں کا مطالعہ اسلامی اقدار کی روشنی میں نہیں، بلکہ اُن اقدار کی روشنی میں کریں گی جو خود فیمینسٹ مفادات پر مبنی ہیں۔[45]

مرد اور عورت کے تعلق کے لیے درست اصطلاح "صنفی ہم آہنگی" (Gender Harmony) ہے، نہ کہ "صنفی مساوات" (Gender Equality)۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ مرد و عورت میں فرق موجود ہے، مگر یہ فرق اُن کی فطرت کا حصہ ہے، جو اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ دونوں کے درمیان باہمی تعلق اور تکمیلیت (complementarity) موجود ہے۔ یہ ہم آہنگی شریعت کی بنیاد پر قائم ہے، جو مزاحمت کے بجائے تکمیلیت کے اصول اور ایسی باہمی تعاون پر مبنی ہے جس میں مقابلہ شامل نہیں ہوتا۔

نتیجہ بحث:

رفعت حسن نے ان الہامی مفروضات کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے جنہیں وہ خواتین کے ساتھ ناانصافی اور تعصب کی جڑ سمجھتے ہیں۔وہ فضل الرحمٰن اور دیگر جدید مفسرین کے تجویزی تنقیدی، سیاقی تشریعی طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے، جنس کی بنیاد پر تعصبی اور پدرشاہی ثقافت سے بندھے ہوئے فہم کو توڑنے میں کافی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ جس نے خاص طور پر پاکستان میں بہت سے مسلم نسائیوں کو متاثر کیا۔تاہم، مذہبی متون اور 'روایتی' تفسیرات پر تنقید کرتے ہوئے رفعت حسن کے جنس برابری کے جذبے پر بھی تنقید ضروری ہے۔ جیسا کہ اس مضمون میں بیان کیا گیا، جب رفعت نے 'عورت کی تخلیق' کے متعلق حدیث پر تنقید کی تو وہ کم محتاط تھیں اور جلد بازی میں نتیجہ اخذ کرتی نظر آتی ہیں۔اسی طرح، حدیث کے متن پر تنقید کرتے ہوئے وہ ملتی جلتی دیگر حدیثوں کا گہرائی سے جائزہ نہیں لے سکیں۔ لہٰذا، واضح ہے کہ رفعت ایک طرف تو تنقیدی ہیں مگر دوسری طرف کم تنقیدی بھی دکھائی دیتی ہیں۔ یہ سمجھ آتی ہے کیونکہ رفعت کے پاس تفسیر اور حدیث کی بنیادی علمی تعلیم نہیں ہے، بلکہ وہ خود سکھائی ہوئی دلچسپی کے ذریعے ان علوم کو پڑھتے اور سمجھتے ہیں۔رفعت کی پیش کردہ تجاویز آہستہ آہستہ اس پدرشاہی نظام سے بندھی ہوئی معاشرتی نظام کو زیادہ مساوات پر مبنی سماج میں تبدیل کر دیں گی۔اس بحث کے اختتامی نتیجے کے طور پر، رفعت حسن اس بات پر پہنچتی ہیں کہ اسلام میں مرد و عورت کے درمیان تعلق کی درست بنیاد "صنفی ہم

[45] Ratna Megawangi, Membiarkan Berbeda: Sudut Pandang Baru tentang Relasi Gende,227.

آہنگی" (Gender Harmony)ہے، نہ کہ "صنفی مساوات"(Gender Equality)۔یعنی اگرچہ مرد اور عورت کے درمیان فرق موجود ہے، یہ فرق ان کی فطرت کا حصہ ہے، جو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ دونوں کے درمیان باہمی ربط اور تکمیلی تعلق موجود ہے۔ یہ ہم آہنگی شریعت کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے، جو مقابلہ آرائی نہیں بلکہ تکمیل اور تعاون کے اصول پر مبنی ہے۔

حوالہ جات:

1. سطوت ریحانہ۔ مصر میں آزادی نسواں کی تحریک اور جدید عربی ادب پر اُس کے اثرات۔(نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اِسلامی پبلشرز، ابوالفضل انکلیو، 2001ء)،32
2. https://surahwithurdu.com/riffat-hassan
3. Moh. Muhtador, "Gagasan Riffat Hasan Tentang Kritik Gender Atas Hadis Misoginis," Rausyan Fikr: Jurnal Studi Ilmu Ushuluddin Dan Filsafat 13, no. 1 (2018): 73–95, https://doi.org/10.24239/rsy.v13i1.91
4. https://surahwithurdu.com/riffat-hassan
5. Moh. Muhtador, "Gagasan Riffat Hasan Tentang Kritik Gender Atas Hadis Misoginis," Rausyan Fikr: Jurnal Studi Ilmu Ushuluddin Dan Filsafat 13, no. 1 (2018): 73–95, https://doi.org/10.24239/rsy.v13i1.91
6. Abdul Mustaqim, Paradigma Tafsir Feminis, Membaca Al-Quran Dengan Optik Perempuan: Studi Pemikiran Riffat Hassan Tentang Isu Gender Dalam Islam (Yogyakarta: Logung Pustaka,n.d.,
7. Dadang S. Anshori. Membincangkan Feminisme. (Bandung: Pustaka Hidayah, 1997), 89
8. Riffat Hassan, "Feminisme dan al-Qur"an", Jurnal Ulumul Qur"an No. 09, Vol. II, 199,86
9. https://surahwithurdu.com/riffat-hassan
10. Mia Nurmala, Umi Sumbulah, and Yayan Nurbayan, "IdealNormative and Socio Historical Approaches Gender Equality Verses: A Study of Riffat Hassan's Thought," Millah: Journal of Religious Studies 22, no. 1
11. (2023): 235–58, https://doi.org/10.20885/milla
12. https://surahwithurdu.com/riffat-hassan
13. https://irfi.org/articles/articles_101_150/women_in_islam.htm
14. https://riffathassan.info/wpcontent/uploads/2023/11/Challenging_the_Stereotypes_of_Fundamentalism.pdf
15. https://franpritchett.com/00islamlinks/txt_riffat_hasan/txt_riffat_hasan.html

16. https://www.irfi.org/articles/articles_101_150/gender_equality_and_justice_in_i.htm

17. https://surahwithurdu.com/riffat-hassan

18. Yunahar Ilyas, Feminisme dalam Kajian Tafsir Al-Quran klasik dan kontemporer. (Yogyakarta: Pustaka Pelajar, 1997), 58.

19. https://surahwithurdu.com/riffat-hassan

20. Riffat Hassan, Jurnal Millah, No. 1., Vol., II., (Yogyakarta,2002),113

21. Riffat Hasan, Isu Kesetaraan Laki-laki dan Perempuan dalam Tradisi Islam (Setara Di Hadapan Allah), Translator: Tim LSPPA, (Yogyakarta: Yayasan Prakarsa, 2000), 46

22. M. Noor Harisuddin, "Pemikiran Feminis Muslim Di Indonesia Tentang Fiqh Perempuan," Al-Tahrir: Jurnal Pemikiran Islam 15, no. 2 ,2015),237):

23. النساء،01:04

24. الاعراف،189:07

25. الزمر،06:39

26. Riffat Hassan, "Feminisme Dan Al-Qur'an", Dalam Jurnal Ulumul Quran "n.d.

27. محمد بن اسماعیل،البخاری،الجامع الصحیح،(بیروت،دار طوق النجاۃ،1422ھ)،26/7،حدیث نمبر:5186

28. بخاری،الجامع الصحیح، 26/7،حدیث نمبر:5184

29. النساء،34:04

30. Riffat Hassan, Women's Right and Islam from The ICPD to Beijing, h.,79

31. Agustina Damanik, "Kesetaraan Gender Dalam Pandangan Islam," Jurnal Al-Maqasid 4, no. 1 (2018): 71–83.

32. Az-Zamahsyari, Al-Kasysyaf 'an haqaaiq at-Tanzil wa 'Uyun al-Aqawil, (Beirut: Daar Al-Fikr, 1988), Volume I, 523

33. at Hassan, "Rights of Women: Muslim Practice Versus Normative Islam, Makalah Yang Disampaikan Dalam Workshop Dengan Tema 'Women in Islam,'" in Disponsori Oleh the International Planned Parenthood Federation Yang Diselenggarakan Di Tunis Pada, n.d., 92.

34. Abu al-Fida' Isma'il bin Umar bin Katsir al-Qursyi ad Dimasyqi, Tafsir al-Qur'an al-Adzim, (t.t.p: Daarun thoyyibah1999 M/ 1420 H), Volume II, 292

35. Syihabuddin Mahmud ibn Abdillah al-Husaini al-Alusi, Ruhul Ma'ani fi Tafsir al-Qur'an al-

Adzim was-Sab'il matsani, (Beirut: Daar al-Fikr, t.t), 41

36. Riffat Hassan, Women, Religion, and Sexuality, Study of Impact of Religious Teaching on Women (Philadelphia: Trinity Press, t.th.), 121

37. الاحزاب،59:33

38. Riffat Hassan, Feminisme dan al-Quran: percakapan dengan Riffat Hassan", Jurnal Ulumul Quran Vol II, tahun 1990, 87

39. Riffat Hassan, Feminisme dan al-Quran, 89

40. Riffat Hassan, "Women's Interpretation of Islam"," in Women and Islam in Muslim Society, ed. Hans Thijsen (Hague: Ministry of Foreign Affairs, n.d.), 116

41. mala, Sumbulah, and Nurbayan, "Ideal-Normative and SocioHistorical Approaches to Gender Equality Verses: A Study of Riffat Hassan's Thought."

42. Abdul Mustaqim"-Dinamika Sejarah Tafsir al-Quran"-(Yogyakarta: Adab Perss. 2012),05

43. Riffat Hassan"-The Issue of Woman-Man Equality in the Islamic Tradition, Dalam Women's and Men's Liberation -"(New York: Greenwood Press,n.d).-

44. Hassan, "Rights of Women: Muslim Practice Versus Normative Islam, Makalah Yang Disampaikan Dalam Workshop Dengan Tema 'Women in Islam.'"

45. Ratna Megawangi, Membiarkan Berbeda: Sudut Pandang Baru tentang Relasi Gender. (Bandung: Mizan. 1999),150-157.

46. Ratna Megawangi, Membiarkan Berbeda: Sudut Pandang Baru tentang Relasi Gende,227.